ڈاکٹر شفیق انجم
شعبۂ اردو، نمل، اسلام آباد

اردو زبان کی آوازیں اور حروفِ تہجی

Dr. Shafiq Anjum
Department of Urdu, NUML, Islamabad

Sounds and Alphabets in Urdu Language

There are many debatable issues in Urdu phonetics. One of them is about the actual figures of Urdu Articulated sounds and Alphabets. Most of Urdu Linguists declared different Facts and figures. In this Research article it is tried to set a reasonable approach to decide the described issue. Here also presented the history of phonetics research in Urdu, its confusion and weaknesses in the light of new and solid linguistics approaches.

اردو زبان کی بنیادی تکلمی آوازوں اور ان آوازوں کو تحریری شکل دینے والے نشانوں (حروف تہجی) کے حوالے سے ماہرین لسانیات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔آوازوں اور نشانوں کی درست تعداد، آوازوں کے مخارج، درجہ بندی اور ان کے پس منظر پر صریح اختلافات کی وجہ سے اردو زبان پر تحقیق کرنے والے نو واردان کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ضروری ہے کہ اس ضمن میں اختلافات کو نشان زد کرتے ہوئے حتمی نتائج سامنے لائے جائیں۔راقم نے اس سلسلے میں ایک مقالہ ''اردو، عربی اور انگریزی اصوات: ایک تقابل'' کے عنوان سے تحریر کیا جو ''دریافت'' شمارہ ۹ میں شائع ہوا۔اس میں اردو اور دیگر زبانوں (عربی اور انگریزی) کی اصوات کی تعداد اور ان کی درجہ بندی پر بحث ہے(۱)۔زیرِ نظر مقالے میں بطور خاص اردو اصوات اور حروف تہجی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

زبان کے مطالعے میں اصوات کی بحث بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔لسانیات سے وابستہ ہر صاحب علم اور طالبِ علم کی بجا طور پر یہ خواہش ہوتی کہ وہ زیر مطالعہ زبان کی اصوات کو درست طور پر جان سکے۔ان کی تعداد کا تعین کر سکے انھیں مخارج اور ادائیگی کے اعتبار سے ٹھیک ٹھیک بیان کر سکے۔اردو زبان کے محققین نے اس حوالے سے کئی قابل ذکر کوششیں کی ہیں تاہم ان کے حاصلات یکساں نہیں۔مثلاً اردو ہا کاری آوازوں ہی کو لیجیے۔اردو قواعد نگاروں نے انھیں حروف تہجی کے ذیل میں بیان کیا ہے اور انشاء اللہ خاں انشا نے ان کی تعداد ۱۷ لکھی ہے (اور مثالیں ۱۶ کی دی ہیں) (دریائے لطافت، ص ۷)۔مولوی عبدالحق نے ان کی تعداد ۱۳ لکھی ہے (قواعد اردو، ص ۳۸)، مرزا خلیل احمد بیگ نے گیارہ لکھی ہے (اردو کی لسانی تشکیل، ص ۱۴۱) بعض دیگر قواعد کی کتابوں میں ان کی تعداد ۹، ۱۴ اور ۱۵ بھی درج ہے۔اسی طرح اردو مصمتی آوازوں پر بھی اختلاف ہے۔پروفیسر مسعود حسین خان نے ان کی تعداد ۳۷ لکھی ہے (شعر و زبان، ص ۲۵۰) ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے

۴۴ لکھی ہے (جامع القواعد،ص ۱۹۸) ڈاکٹر سہیل بخاری نے ۳۴ بیان کی ہے (اردو زبان کا صوتی نظام،ص ۱۷)۔مرزا خلیل احمد بیگ نے ۳۷ (اردو کی لسانی تشکیل،ص ۱۲۹) اور خلیل صدیقی نے ان کی تعداد ۴۱ درج کی ہے (آواز شناسی،۱۲۴) بعض کے ہاں یہ تعداد ۳۹ اور ۴۲ بھی درج ہے۔اردو مصوتی آوازوں کے ضمن میں بھی واضح اختلافات دیکھے جاسکتے ہیں۔بعض ماہرین لسانیات نے ان کی تعداد چوبیس لکھی ہے ۔(اردو زبان کا صوتی نظام،ص ۱۴) بعض نے ۲۳ (جامع القواعد،ص ۱۹۷) بعض نے ۲۰ اور بعض کے ہاں یہ تعداد ۲۲ ہے۔اردو حروف تہجی کی تعداد کے بارے میں بھی ماہرین لسانیات متفق نہیں۔قواعد کی قدیم وجدید کتابوں میں حروف تہجی کی تعداد ۳۶، ۳۷، ۴۸، ۵۲ اور ۵۵، ۵۷ تک بھی ملتی ہے۔ یہاں یہ بات نشان زد کرنا بھی ضروری ہے کہ بعض ماہرین نے اصوات اور حروف کو اس طور خلط ملط کیا ہے کہ بات کچھ کی کچھ ہو گئی ہے۔اردو اصوات وحروف تہجی پر تحقیق میں پروفیسر مسعود حسین خان، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر سہیل بخاری، رشید حسن خان، مرزا خلیل احمد بیگ، خلیل صدیقی اور کئی دیگر نام قابل ذکر ہیں۔ان کی تحقیقات سے اردو اصوات اور حروف تہجی کے حوالے سے متنوع مباحث کا احاطہ ہوتا ہے تاہم درج ذیل سوال جزوی طور پر تشنہ رہ جاتے ہیں:

۱۔اردو اصوات کی کل تعداد کتنی ہے؟

۲۔ان اصوات میں مقامی اور دخیل ومستعار اصوات کتنی اور کون کون سی ہیں؟

۳۔مخارج اور ادائیگی کے اعتبار سے ان اصوات کی تقسیم ودرجہ بندی کیا ہے؟

۴۔اردو آوازوں کے لیے طے شدہ نشانوں کی تعداد کتنی ہے؟

۵۔ان نشانوں کا پس منظر، اصلیت اور درجہ بندی کیا ہے؟

ان سوالات کے حل کے سلسلے میں میرے مطالعے اور غور وخوض کا محور یہ نکتہ رہا ہے کہ کسی زبان کی اصل اور بنیادی آوازیں دو طرح سے متعین کی جاسکتی ہیں۔ایک معنوی حیثیت کی بنیاد پر (توضیحی) اور دوسرے تاریخی اعتبار سے۔معنوی حیثیت کی بنیاد پر آوازوں کی یک سطحی، سادہ اور واضح تقسیم ہے کہ ایسی تمام آوازیں جو کسی زبان میں معنوی تبدیلی کا باعث بنیں، اس زبان کی بنیادی آوازیں کہلائیں گی۔لسانیات کی اصطلاح میں ان کو صوتیے (phonemes) کہا جاتا ہے۔تاریخی حوالے سے کسی زبان کی بنیادی اور اصل آوازوں کا تعین ایک مختلف معاملہ ہے۔اس میں قطعیت ممکن نہیں کہ اس میں کسی زبان کے اصل ماخذ تک رسائی ضروری ہوتی ہے اور یہ طے کرنا ہوتا ہے کہ زبان نے کن دیگر زبانوں کی اصوات سے کیا استفادہ کیا ہے۔ یہاں اصل اور مستعار یا دخیل اصوات کا ذکر ناگزیر ہے۔ میں نے اردو زبان کی اصوات کے زیر نظر مطالعے میں ہر دو تقسیموں کو پیش نظر رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اردو زبان کی اصوات پر غور کیا جائے تو واضح طور پر یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اردو زبان میں معنوی تبدیلی کا باعث بننے والی بہت سی آوازیں اہل اردو نہیں بولتے یا کم بولتے ہیں۔زیادہ تر ان آوازوں کے متبادلات سے کام لیا جاتا ہے۔کئی آوازیں ایسی ہیں جو کسی اور آواز سے بدل کر بولی جاتی ہیں اور کچھ آوازیں ایسی بھی ہیں جنہیں بولنے میں بہت سے تصرفات کر دیے جاتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ کوئی نیا صوتیہ ہیں۔ان مسائل ہی کی وجہ سے غالباً اردو ماہرین لسانیات کے ہاں اصوات کے مطالعے میں اختلاف رائے ہے۔ضروری ہے کہ اس بحث میں ہدفی نکتہ یہ ہو کہ اردو کی بنیادی اور اصل آوازیں وہی ہیں جو اردو زبان میں معنوی تبدیلی کا باعث بنتی ہیں۔اس ہدفی نکتے کی بنیاد پر غور کیا جائے تو اردو زبان کی آوازوں (صوتیوں) کی حتمی تعداد کا تعین ممکن ہے۔بغور مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اردو میں ۱۹

مصمتی آوازیں ایسی ہیں جن کا تعلق مقامی پراکرتوں سے ہے۔۴ کا تعلق فارسی زبان سے ہے۔۱۵ آوازیں ہا کاری ہیں۔ان کو جمع کیا جائے تو بنیادی مصمتی آوازوں کی تعداد ۳۸ بنتی ہے۔اردو میں ۱۱ (گیارہ) آوازیں عربی سے مستعار ہیں اور ان کی حیثیت بھی بنیادی آوازوں ہی کی ہے۔اگرچہ یہ کم ادا کی جاتی ہیں۔(۲) ان گیارہ آوازوں کے ملاپ کے بعد اردو کی کل بنیادی مصمتی آوازیں ۴۹ بنتی ہیں۔

اردو میں مصوتی آوازوں کی کل تعداد ۱۰ ہے اور دس انفی مصوتی آوازیں ہیں۔ان ۲۰ آوازوں کی شمولیت کے بعد اردو کی کل آوازیں جو اردو زبان میں صوتیے کا مقام رکھتی ہیں، ان کی تعداد ۶۹ ہو جاتی ہے۔

اس عددی بیانیے کو درج ذیل جدول کے ذریعے واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

مقامی بنیادی آوازیں: ۱۹

فارسی سے مستعار آوازیں: ۴

ہا کاری آوازیں: ۱۵

عربی سے مستعار آوازیں: ۱۱

ہوائی آوازیں: ۱۰

ہوائی انفی آوازیں: ۱۰

اردو آوازوں (صوتیوں) کی کل تعداد: ۶۹

اردو کی ان ۶۹ بنیادی آوازوں (صوتیوں) کو تحریر میں لانے کے لیے ۳۶ نشان (حروف تہجی) ہیں۔دیکھا جائے تو اردو کی مقامی ۱۹ آوازوں میں سے ۱۶ آوازیں عربی زبان میں بھی ہیں چنانچہ ان سولہ آوازوں کو تحریری شکل دینے کے لیے اہل اردو نے ۱۶ عربی حروف تہجی (ب۔ت۔ج۔د۔ر۔ز۔س۔ش۔ف۔ک۔ل۔م۔ن۔و۔ہ۔ی۔) لے لیے اور انھی کی مناسبت سے باقی مقامی آوازوں کے لیے ۳ حروف بنا لیے (ٹ، ڈ، ڑ)۔فارسی سے مستعار آوازوں کے لیے ۴ حروف تہجی فارسی سے لے لیے گئے (پ۔چ۔ژ۔گ)۔اردو کے بنیادی صوتیوں میں شامل ۱۱ (گیارہ) عربی اصوات کے لیے بھی عربی سے ۱۱ حروف تہجی من وعن لے لیے گئے (ث۔ح۔خ۔ ذ۔ص۔ض۔ ط۔ظ۔ع۔غ۔ق)۔مصوتی آوازوں کو تحریر میں لانے کے لیے ا (الف) کو بھی عربی سے بطور حرف تہجی اختیار کر لیا گیا (حروف تہجی میں شامل واو ری بھی یہ فریضہ انجام دیتے ہیں چنانچہ ان دونوں حروف کی شناخت دوہری (مصمتی، مصوتی) ہے۔اردو میں مصوتی آوازوں کو تحریر میں لانے کے لیے ایک اور حرف 'ے' بھی حروف تہجی میں شامل ہے۔اس طرح اردو حروف تہجی کی کل تعداد ۳۶ بنتی ہے۔(۳) بعض ماہرین 'ء' کو بھی اردو حروف تہجی میں شمار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں۔(۴) حروف تہجی کے حوالے سے اس عددی بیانیے کو درج ذیل جدول کے ذریعے سمجھا جائے:

عربی مقامی مشترک: ۱۶ (+الف=۱۷)

مقامی وضع کردہ: ۳ (+ے=۴)

فارسی سے مستعار: ۴

عربی الاصل: ۱۱

اردو حروف تہجی کی کل تعداد:۳۶

درج بالا اندراجات سے قبل ازیں بیان کردہ سوال نمبر۱،۲،۴اور ۵ کی بابت جواب ملتے ہیں۔ضروری ہے کہ سوال نمبر۳ کے حوالے سے بھی اپنی تحقیق پیش کی جائے۔اس ضمن میں یہ تصریح ضروری ہے کہ اردو اصوات کی مخارج اور ادائیگی کے حوالے سے صحیح درجہ بندی میں عربی سے مستعار ان گیارہ آوازوں کو شامل نہیں کیا جانا چاہیے جنھیں اہل اردو کم بولتے ہیں اور جب بھی انھیں بولا جاتا ہے تو یہ عربی اصولوں اور طریقہ کار کے تحت ہوتا ہے۔یہ فرض کر لینے کے بعد ہمارے پاس اردو کی قابل مطالعہ اصوات ۵۸ بچتی ہیں۔جن میں ۲۰ مصوتی اور ۳۸ مصمتی ہیں۔ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

اردو مصمتی آوازیں:(غیر ہاکاری)

ب۔پ۔ت۔ٹ۔ج۔چ۔د۔ڈ۔ر۔ز۔ڑ۔ژ۔س۔ش۔ف۔ک۔گ۔ل۔م۔ن۔و۔ہ۔ی (کل تعداد=۲۳)

اردو مصمتی آوازیں:(ہاکاری)

بھ۔پھ۔تھ۔ٹھ۔جھ۔چھ۔دھ۔رھ۔ڈھ۔ڑھ۔کھ۔گھ۔لھ۔مھ۔نھ (کل تعداد=۱۵)

اردو مصمتی آوازوں کی تقسیم بلحاظ مخارج:

لبی:ب۔بھ۔پ۔پھ۔م۔مھ۔ف۔و (کل=۸آوازیں)

دندانی لثوی:ت۔تھ۔د۔دھ۔ر۔رھ۔ز۔ل۔لھ۔ن۔نھ (کل=۱۱آوازیں)

حنکی:ٹ۔ٹھ۔ڈ۔ڈھ۔ڑ۔ڑھ۔ژ۔ج۔جھ۔چ۔چھ۔س۔ش (کل=۱۳آوازیں)

غشائی:ک۔کھ۔گ۔گھ (کل=۴آوازیں)

لہاتی:ہ۔ی (کل=۲آوازیں)

اردو مصمتی آوازوں کی تقسیم بلحاظ ادائیگی:

بندشی:ب۔بھ۔پ۔پھ۔ت۔تھ۔ٹ۔ٹھ۔ج۔جھ۔چ۔چھ۔د۔دھ۔ڈ۔ڈھ۔ک۔کھ۔گ۔گھ (کل=۲۰آوازیں)

تکریری:ر۔رھ۔ڑ۔ڑھ (کل=۴آوازیں)

انفی:م۔مھ۔ن۔نھ (کل=۴آوازیں)

پہلوئی:ل۔لھ (کل=۲آوازیں)

صفیری:ف۔و۔س۔ز۔ش۔ژ۔ی۔ہ (کل=۸آوازیں)

اردو میں مصوتی آوازوں کو بیان کرنے کے لیے دو مصمتی آوازوں کے تحریری نشانوں 'و' اور 'ی' سے کام لیا جاتا ہے۔'ا' اردو حروف تہجی میں شامل ایک ایسا نشان ہے جو صرف اور صرف مصوتی آواز کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اگرچہ بعض ماہرین 'ا' کی مصمتی حیثیت کے بھی قائل ہیں لیکن یہ محض الجھاوا ہے۔اردو میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو 'ا' کی مصمتی حیثیت کو ثابت کر سکے۔(۵) اسی طرح اردو حروف تہجی میں شامل 'ے' کا نشان بھی مصوتی تحریری اظہار کے لیے ہے۔یوں کُل چار نشان (ا۔و۔ی۔ے) ہیں جو مصوتی آوازوں کو تحریر میں ظاہر کرتے ہیں۔اس کے علاوہ عربی کے تتبع میں اعراب (فتحہ۔ضمہ۔کسرہ) کے ذریعے بھی اردو میں مصوتی آوازیں اظہار پاتی ہیں۔'آ' اور 'ء' کو بھی اسی

تناظر میں سمجھا جائے تو احسن ہے۔ 'آ' کوئی مستقل تحریری نشان نہیں بلکہ یہ دو الف کا قائم مقام ہے۔اسی طرح ہمزہ بھی دو مصوتوں میں فرق پیدا کرنے والی علامت ہے جس کی کوئی مستقل حیثیت نہیں۔اسی طرح 'ں' بھی محض مصوتی آواز کی انفی صورت کو ظاہر کرنے والا نشان ہے اور قائم بالذات تحریری نشان کی حیثیت نہیں رکھتا۔حیرت ہوتی ہے کہ اردو کے کئی قابل ذکر ماہرین لسانیات نے اس سلسلے میں غیر ضروری مباحث کو فروغ دیا ہے۔(۶)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اردو میں مصوتی آوازوں کی کل تعداد ۲۰ ہے۔(۷) ان میں ۱۰ غیر انفی اور ۱۰ انفی مصوتی آوازیں ہیں۔ان کو درج ذیل جدول کے ذریعے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

غیر انفی)   َ: تَل۔پَل۔جَب۔تَب۔

ِ: اِس۔اِن۔بِل

ُ: اُن۔گُر۔اُس

اا،آ: آگ۔آپ۔آج

اِی: ایذا۔پِیر۔تِیر

اُو: دُور۔طُور

اے: کھیل۔میل۔کے۔لے۔دے

اَے: ہے۔مے

او: چلو۔رہو

اَو: اَور۔دَور

انفی)   َں: پَنجیری۔لَنگوٹی

ِں: سِنچائی۔سِنگھاڑا

ُں: اُنگلی۔گھُنگرو

ااں،آں: آنچ۔کانچ

اِیں: نیند۔سینگ

اُوں: کونج۔سونڈ

اےں: ہیں۔

اَےں: بھینس۔کینچلی

اوں: چلوں۔رہوں

اَوں: ہَونٹ۔گوند

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اردو زبان کے مطالعے میں بیشتر ماہرین کے ہاں اردو اصوات کی ماہیت،انفرادیت اور تشخص کے

حوالے درست اندازہ اور اظہار نہیں ملتا۔ بڑا مسئلہ بنیادی اصوات کے تعین کا ہے۔ ایک آواز کو دوسری سے خلط ملط کر دینا، تشابہ کی بنیاد پر ایک صوت کو دوسری صوت قرار دینا، اصوات کو حروف تہجی کی مناسبت سے سمجھنا سمجھانا اور زبان کی آوازوں کے مطالعے میں صوتیے (Phoneme) کی مرکزیت سے صرف نظر کرنا؛ ایک عام روش ہے۔ اسی طرح حروف تہجی کی اصلیت اور محدودیت میں جا و بے تصرفات اور انھیں بغیر کسی مستند کلیے کے اپنے وضع کردہ مفروضوں کے تحت بیان کرنا؛ تسلسل کے ساتھ روا ہے۔ اس سلسلے میں ذمے داری اور توجہ کی ضرورت ہے تا کہ تضادات کی روک تھام ممکن ہو سکے۔

مقالے کے آخر میں، میں اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر وہ صوت جو کسی زبان میں معنوی تبدیلی کا باعث بنے وہ اس زبان کی بنیادی صوت ہے۔ اس اصول کے تحت میری یہ تحقیق اردو زبان کی ۶۹ بنیادی تکلمی آوازوں (صوتیوں) کی نشاندہی کرتی ہے۔ حروف تہجی کے حوالے سے میں ۳۶ سے ایک کم، نہ ایک زیادہ کا قائل ہوں۔ یہ محض ایک نقطہ نظر نہیں بلکہ اس سلسلے میں میرے پیش نظر یہ اصول ہے کہ ہر وہ نشان جو کسی آواز کو تحریر میں لانے کے لیے تخلیق ہوا ہو اگر وہ پہلے موجود نشانوں کی توسیعی صورت ہے تو اسے اصل میں شامل نہ کیا جائے۔ غور کیا جائے تو اردو میں ہر بنیادی آواز (صوتیے) کے لیے الگ تحریری علامتی نشان موجود ہے۔ کیا ان سب نشانات کو حروف تہجی میں محض اس بنیاد پر شامل کر لیا جائے کہ یہ الگ الگ صوتیوں کے ترجمان ہیں؟ یقیناً نہیں کیونکہ ان میں سے بیشتر نشانات توسیعی صورت رکھتے ہیں اور اصل میں کچھ اضافے اور تبدل سے وجود میں آئے ہیں۔ ضروری ہے کہ اصل کو فرع سے جدا کر کے سمجھا اور بیان کیا جائے۔ صرف اسی صورت میں بہتر اور حتمی نتائج کا حصول ممکن ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ شفیق انجم، ڈاکٹر، اردو، عربی اور انگریزی زبان کی اصوات: ایک تقابل، دریافت۔۹، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء، ص۳۷۲ تا ۳۷۸ (اس مقالے میں اردو اصوات کے حوالے سے پیش کردہ تصریحات میں جزوی تبدیلی کی گئی ہے۔ زیرِ نظر مقالے کو اس ضمن میں حتمی تصور کیا جائے۔)

۲۔ اردو میں یہ مسئلہ ایک عرصے سے باعث نزاع ہے کہ عربی اصوات اردو کی بنیادی اصوات میں شامل ہیں یا نہیں۔ ان اصوات سے متعلق حروف تہجی کے حوالے سے بھی سخت جملے پڑھنے کو ملتے ہیں اور بعض ماہرین لسانیات نے تو انھیں مردہ لاشیں اور اردو زبان پر ایک بڑا بوجھ قرار دیا ہے۔ (تفصیل ملاحظہ ہو: پروفیسر مسعود حسین خاں، اردو صوتیات کا خاکہ، شعر و زبان، ص۲۵۲)۔ دیکھا جائے تو یہ ایک غلط نقطہ نظر ہے۔ اگر ہمارے پیش نظر لسانیات کا یہ مسلمہ اصول رہے کہ ہر وہ آواز جو کسی زبان میں معنوی تبدیلی کا باعث بنتی ہے، اس زبان کی بنیادی آواز ہے؛ تو یہ قضیہ سرے سے ختم ہو جاتا ہے۔ یہاں بحث کو الجھانے کے لیے ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگرچہ یہ آوازیں اردو میں معنوی تبدیلی کا باعث بنتی ہیں لیکن اہل اردو یہ آوازیں نہیں بولتے۔ میرے نزدیک یہ مفروضہ محل نظر ہے۔ نہ بولنا ایک اور معاملہ ہے اور کم بولنا ایک اور معاملہ ہے۔ کیا اہل اردو میں ایک طبقہ (اگرچہ محدود سہی) جو عربی درس و تدریس سے وابستہ ہے یا مذہبی مناسبت سے اسے عربی سے شغف ہے؛ ان آوازوں کو بولنے پر قادر نہیں؟

اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر ان آوازوں اور حروف تہجی کی اردو سے بے دخلی کی ہر بحث محض سیاسی اور غیر علمی ہے۔

۳۔ بعض ماہرین لسانیات ہا کاری آوازوں کو تحریر میں لانے والے نشانوں کو بھی حروف تہجی میں شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ الگ سے کوئی نشان یا علامتیں نہیں بلکہ پہلے موجود اور گنتی شدہ دو نشانوں کا مرکب ہیں۔ مثلاً پ+ھ، ت+ھ، ٹ+ھ، ہر ہا کاری آواز کو ظاہر کرنے کے لیے اس کے تحریری علامتی نشان کے آگے 'ھ' کا اضافہ ہے۔ یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ ہائے دوچشم 'ھ' الگ سے کوئی نشان نہیں بلکہ یہ 'ہ' ہی کی ایک صورت ہے جو خطی اختلاف کی بدولت الگ گمان پڑتی ہے۔ مثلاً خط نستعلیق میں 'ہ' کا استعمال یوں ہوگا: ی+ہ= یہ، اور خط نسخ میں اس کی شکل یوں ہوگی: ی+ہ=یـہ ،یـھ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان ہا کاری آوازوں کو تحریر میں لاتے وقت 'ہ' کے ساتھ لکھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ لسانیاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مثلاً بھیا کو بہیا، تھا کو تہا، اٹھا کو اٹہا، لکھا جا سکتا ہے اور قدیم تحریری نظام میں یہ مروج بھی رہا ہے۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ موجودہ مروج چلن کو اولیت دی جائے اور ہائے دوچشم 'ھ' کے متبادل کے طور پر خط نستعلیق میں بھی روا رکھا جائے۔

۴۔ دیکھیے: گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، ہمزہ کیوں؟، اردو میں لسانی تحقیق، مرتبہ عبدالستار دلوی، کوکل اینڈ کمپنی، بمبئی، ۱۹۷۱ء، ص ۱۶ تا ۶۹

۵۔ 'اردو املا' کے مصنف رشید حسن خان 'ا' کی مصوتی کے ساتھ مصمتی حیثیت کے بھی قائل ہیں۔ بقول ان کے: ''الف، واو، ی: ان تین حرفوں کو حروف علت کہا جاتا ہے۔ باقی حرف، حروف صحیح کہلاتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات ملحوظ رہنا چاہیے کہ ان تینوں حرفوں کے کردار میں دہراپن پایا جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ جب یہ متحرک ہوتے ہیں، اس وقت حروف صحیح کی طرح حرکات (زیر، زبر، پیش) کو قبول کرتے ہیں، اور یہ ان کے کردار کا ایک رخ ہوتا ہے۔ جیسے: اَب، وَطن، یَم۔ ان لفظوں میں الف، واو اور ی کا وہی عمل ہے جو دوسرے حروف کا ہوتا ہے۔ ہاں جب یہ ساکن ہوں گے تب ان کے کردار کا دوسرا رخ نمایاں ہو گا اور اس صورت میں یہ حروف علت ہوں گے۔ جیسے: بڑا، بوٹ، بیٹ'' (اردو املا، ص ۴۳) اس عبارت کا تجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ رشید حسن خان 'ا' کے بارے میں اپنے نظریے کو مثالوں کے ذریعے ثابت نہیں کر پائے۔ اَب اور بڑا دونوں لفظوں میں 'ا' کا کردار مصوتی ہے نہ کہ مصمتی۔ لسانی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر الف کے علامتی کردار کو دیکھا جائے تو چاہے یہ متحرک ہو یا ساکن؛ ہر دو صورتوں میں اس کی حیثیت مصوتی آواز کو ادا کرنے والے نشان ہی کی ہوگی۔

۶۔ ڈاکٹر سہیل بخاری نے 'ء' اور 'ں' کو اپنی بیان کردہ ۳۴ مصمتی آوازوں میں شامل کیا ہے۔ (اردو زبان کا صوتی نظام، ص ۱۷) لیکن عجب ہے کہ تفصیلی بیان میں فرماتے ہیں: ہمزہ۔ اردو کے چونتیس اُسروں میں ایک یہی بے رنگ اُسر ہے، باقی تینتیس اُسر بارنگ ہیں (ص ۱۹) غنہ (ں): اسے عربی میں نون غنہ اور سنسکرت میں انوسور کہتے ہیں۔ یہ اردو کی ٹھیٹھ نکی آواز ہے اور سروں میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اس کی مدد سے اے اور اُو کے سُروں کو چھوڑ کر باقی ہر سادہ سُر نکی بن جاتا ہے۔ (ص ۲۰-۱۹)۔ غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اُسروں کو بیان کرتے کرتے ڈاکٹر صاحب بے دھیانی میں سروں کی بحث میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیوں نہ ہو، جن نشانوں کو وہ بیان کر رہے ہیں وہ اُسر نہیں سُر ہیں۔

اپنی کتاب کے باب دوم میں آوازوں کے اصول اور قاعدے بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: ''ہر لفظ اُسر (صوت صحیح) سے شروع ہوتا ہے اور اُسر (حرف صحیح) یا طویل سُر (صوت علت) پر ختم ہوتا ہے''۔۔۔''سر (صوت علت) اُسر (حرف

صحیح) کے بعد ہی آتا ہے۔اس لیے سُر (صوت علت) سے کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا‘‘۔۔(ص ۲۱) ایسا لگتا ہے کہ ’ء‘ اور ’ں‘ کو اُسر قرار دیتے وقت ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر غالباً یہ اصول نہیں تھے۔

۷۔ بعض ماہرین لسانیات نے اردو مصوتی آوازوں کی تعداد ۲۲ لکھی ہے۔مثلاً ڈاکٹر ابواللیث صدیقی مرکب مصوتوں کو بھی شمار کرتے ہیں۔تاہم ان کے بیانات میں تضاد ہے۔ایک جگہ انھوں نے مرکب صوتیوں کی تعداد ۲ لکھی ہے (جامع القواعد، ص ۱۹۰) ایک جگہ یہ تعداد تین لکھی ہے (ص ۱۹۸)۔یوں ان کے ہاں ۲۲ اور ۲۳ دونوں کا اندراج ہے۔ڈاکٹر سہیل بخاری نے صوتیوں کی کل تعداد ۲۴ درج کی ہے (اردو زبان کا صوتی نظام، ص ۱۴) خلیل صدیقی نے ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے حوالے سے یہ تعداد ۲۳ لکھی ہے (آواز شناسی، ص ۶۵)۔میرے نزدیک مرکب مصوتوں کی بحث اضافی ہے کہ اردو میں دو مصوتی آوازوں کے انضمام سے کوئی نئی مصوتی آواز نہیں بنتی۔بلکہ دونوں مصوتی آوازیں الگ الگ اپنی پہچان کے ساتھ ادا ہوتی ہیں۔تاہم جب انھیں ایک ساتھ بولا جائے تو ردھم کے تسلسل کی بدولت ان کے ایک ہونے کا گمان گزرتا ہے۔صوتیاتی تجربہ گاہ میں یہ مفروضہ بہ احسن ثابت کیا جا سکتا ہے۔